حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، شیخ الحدیث حضرت

مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت!

محمد اعجاز مصطفیٰ

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد رشید، حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس سرہٗ کے خادم خاص، فاضل دار العلوم دیوبند، دار العلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے رئیس و مہتمم، شیخ الحدیث والتفسیر، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علاؤ الدینؒ ۱۳ ؍صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۳ء بروز پیر اس دنیائے رنگ و بو میں تقریباً ایک صدی گزار کر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون. إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

گزشتہ چند ماہ سے بڑی سرعت کے ساتھ یہ زمین علمائے ربانیین کے وجود سے خالی ہوتی جارہی ہے۔ ابھی گزشتہ ماہ محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد اور تربیت یافتہ جو اپنے اپنے میدان اور اپنے وقت کے محقق علماء میں شمار ہوتے تھے، جیسے حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاری رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خان، حضرت مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سائیں عبد الغفور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ چند دنوں کے وقفے سے ہمیں داغِ مفارقت دے گئے اور اب شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

علمائے کرام کا تیزی سے اس طرح اس دنیا سے اُٹھ جانا حدیث مبارکہ میں اُسے علم صحیح کے اٹھ جانے اور گمراہی اور فتنہ وفساد کے پھیلنے کا پیش خیمہ قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

’’إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعًا ینتزعہ من قلوب العباد ولکن یقبضہ بقبض العلماء، حتّٰی إذا لم یبق عالمًا اتخذ الناس رؤسًا جھّالًا فسئلوا فأفتوا بغیر علم، فضلوا وأضلوا‘‘۔ (مشکوٰۃ، ص:۳۳)

پردہ حسن اور عفت کا محافظ ہوتا ہے۔ (ادیب)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے، بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھاتا رہے گا، یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات ہوں گے، وہ بغیر جانے بوجھے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

حضرت مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۱/مارچ ۱۹۱۳ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا احمد دینؒ بن مولانا صالح محمدؒ کے گھر میں تولد ہوئے۔ آپؒ نے عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی اور ساتھ ساتھ اسلامیہ اسکول سے مڈل پاس کیا۔ درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے دارالعلوم دیوبند کی طرف سفر کیا، چار سال وہاں رہ کر ۱۹۳۸ء میں دورۂ حدیث سے فاتحہ فراغ پڑھا اور اس کے ساتھ ہی آپؒ نے اپنے استاذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کرلی۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد آپؒ نے عملی زندگی کس طرح شروع فرمائی، اس کے بارہ میں حضرتؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا حسین احمد عرفان صاحب ''إلهام الباري في تقرير صحيح البخاري'' کے ابتدائیہ میں ''حضرت الشیخ اور جامعہ کا تعارف'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''بہرحال ۱۹۳۸ء میں فراغت کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ کی دعاؤں اور تربیت سے ڈیرہ تشریف لائے، اس لیے وائسرائے ہند بھی خصوصاً ڈیرہ میں آیا اور ڈپٹی کمشنر نواب فتح اللہ خان علیزئی کو حکم دیا کہ علاؤالدین کو کسی طریقہ سے اپنا ہمنوا بنایا جائے (چونکہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ انگریز کی مخالفت میں سرگرم رہتے تھے اور سی آئی ڈی کی رپورٹ میں حکومت کی طرف سے خصوصی نگرانی کی جاتی تھی) بہرحال وائسرائے نے آپ کو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بلایا اور وہاں میز کی ایک جانب وائسرائے ہند اور دوسرے افسران بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری جانب خالی کرسی آپ کے لیے رکھی گئی تھی، میز کے اوپر ایک بڑا کپڑا بچھا ہوا تھا، اس کے نیچے سکہ رائج الوقت کی گٹھیاں پڑی ہوئی تھیں، وائسرائے نے بڑے ہمدردانہ انداز میں کہا کہ یہ دور غربت کا دور ہے اور اس دور میں مدارس چلانا اور غریب طلباء کو مفت کھلانا نہایت ہی قابل تعریف و قابل قدر کام ہے اور آپ کا مذہب کی خدمت کرنا اپنے ملک اور قوم کی خدمت ہے، لہٰذا کچھ کاغذات پیش کرتے ہوئے کہا: یہ فیصل آباد کے علاقے میں زرعی زمین کے مربے ہیں، قبول کرلیجئے۔

اس پر والد صاحب نے پوچھا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ: آپ صرف

یہی فتویٰ دے دیں کہ تمام مسلمان کانگریسی علماء سے جدا رہیں، اس کی مراد سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جس پر حضرت اباجی غصے میں کھڑے ہوئے اور میز کو لات ماری جو دوسری طرف بیٹھے ہوئے وائسرائے کے سینے میں جا لگی اور فرمایا کہ: حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو خریدا نہیں جا سکتا۔ آپؒ ہمارا ملک چھوڑیں۔ یہ کہہ کر دفتر سے باہر نکل آئے اور پیدل گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ وائسرائے کی زبان سے بے ساختہ نکلا: جب تک یہ لوگ زندہ ہیں، مسلمان شکست نہیں کھا سکتے۔ فوراً ڈپٹی کمشنر کو حکم دیا اور کہا کہ جاؤ، ان کا غصہ بھی ٹھنڈا کرواور گھر تک بھی پہنچا آؤ۔ ڈپٹی کمشنر فوراً بھاگتا ہوا آیا اور اپنی کار میں بیٹھنے کو کہا تو اباجی نے انکار کر دیا اور پیدل ہی گھر پہنچے، جبکہ آپ کے والد محترم مولانا احمد دین صاحبؒ مسجد کے اندر انتظار میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ دیکھتے ہی فوراً فرمایا کہ: یہ میرا بیٹا مجاہد ہے۔ حالات سننے کے بعد اپنے مجذوبانہ انداز میں فرمایا: بیٹا! اگر چاہتے ہو تو دنیا آپ کے قدموں میں آئے گی اور اگر چاہتے ہو تو دین کی خدمت لی جائے گی، میں نے اللہ سے تیرے لیے خدمتِ دین کو مانگا ہے، بتا! تیری کیا مرضی ہے......؟ اباجی نے عرض کیا: اباجان! میری بھی خواہش ہے کہ اللہ دین کی خدمت کے لیے قبول کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ اباجی نے دین کی خدمت میں فاقوں کی زندگی گزاری اور ہر موڑ پر دنیا کو ٹھکراتے رہے۔

پاکستان بننے کے بعد ایک الیکشن کے موقع پر گلزار خان حیات خان گنڈہ پور اور بتر خان وغیرہ اس وقت میں جبکہ آپ کے گھر میں تین دن کا فاقہ تھا اور پانچ روپے قرضہ بھی نہیں ملا، اس پریشانی کے عالم میں تھے کہ یہ وفد ایک بڑے تھیلے میں کچھ رقم اور کچھ زرعی زمینوں کے کاغذات وغیرہ لائے اور پیش کرتے ہوئے درخواست گزار ہوئے کہ الیکشن میں آپ ہمارا ساتھ دیں، جس پر اباجی نے اپنے سامنے رکھی ہوئے ڈیسک پر پڑے تھیلے کو لات ماری تو یہ رقم وغیرہ حیات خان (نابینا) کی گود میں جا گری اور اباجی بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئے اور سیدھے اپنے مدرسہ کے مدرس حافظ محمد نواز صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ خدارا گھر میں جو کچھ کھانے کا پڑا ہوا ہے، جلدی اٹھا کر لے آؤ، ایک طرف گھر میں فاقہ ہے اور دوسری طرف آزمائش ہے۔ وہ گھر گئے اور دوپہر کا بچا ہوا سالن اور کچھ روٹی کے ٹکڑے اٹھا لائے، اباجی اور ہم نے کھا لیے، اس کے بعد اباجی اپنے کمرے میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ حضرات ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس حالت میں انہوں نے

دوبارہ یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ ہمارا ساتھ نہیں دیتے تو کم ازکم اتنا کرلیں کہ پولنگ اسٹیشن پر تشریف نہ لائیں۔ تو اباجی نے فرمایا: آپ کے آنسوؤں کی قدر کرتے ہوئے میں پولنگ اسٹیشن پر نہیں آؤں گا، لیکن اپنا یہ سامان واپس لے جاؤ، وہ اسی حالت میں اپنا سامان واپس لے گئے۔''

آپؒ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس کو ترقی دے کر دارالعلوم کی سطح تک پہنچایا، جس کی روئیداد آپؒ کے فرزندار جمند یوں تحریر فرماتے ہیں:

''پھر ۱۹۳۸ء میں مولانا علاؤالدین صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے والد مولانا احمد دینؒ کے زیر سایہ تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی ایک صابن کا کارخانہ قائم کیا، تاکہ معاشی پریشانی نہ رہے۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ: ''آپ نے لوگوں کے دل دھونے ہیں، کپڑے نہیں دھونے!'' اس لیے ان کے حکم سے کارخانے کو بند کرکے اسی جگہ پر اسی مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھی، جو کہ الحمدللہ! آج تک قائم ہے اور ہزاروں کی تعداد میں طلبا فارغ ہوکر پوری دنیا میں دین متین کی خدمت کررہے ہیں۔''

بریگیڈیئر (ر) قاری ڈاکٹر فیوض الرحمن صاحب اپنی کتاب ''مشاہیر علماء حصہ دوم'' میں لکھتے ہیں:

''**اصلاحی خدمات:** تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا سراج الدین صاحب کے تعاون سے ڈیرہ میں مروجہ ہندوانہ رسوم کا قلع قمع کرکے ڈیرہ کو ان سے پاک کیا۔

تحریک ختم نبوت: ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس مقدس ''جرم'' میں آپ کو اور مدرسہ کے دوسرے مدرسین کو گرفتار کرلیا گیا۔ خان عبدالقیوم خان کی طرف سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا، لیکن منشأ خداوندی کچھ اور تھی، آپ کی سزائے موت قید میں تبدیل ہوگئی اور اللہ پاک نے جلد رہائی کی صورت بھی پیدا فرمادی۔

حج بیت اللہ: ۱۹۶۱ء میں آپ بمع اہل وعیال حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے، پھر وہیں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ آپؒ نے باقی زندگی وہیں گزارنے کا پختہ ارادہ فرمالیا تھا، لیکن ڈیرہ کے عوام نے حکومت سعودی سے واپسی کا مطالبہ کرکے آپ کو واپس بلالیا۔ آپؒ نے اپنے مدرسہ ''دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ'' کی تعمیر وترقی کی

طرف توجہ فرمائی اور اسے چار چاند لگادیئے۔

سیاسی زندگی: آپ شروع ہی سے جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے ہیں اور اب بھی جمعیت ہی میں ہیں۔ آپ نے ہر آمریت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اور کئی بار ''سنتِ یوسفی'' پر عمل کیا، دو بار قیام پاکستان سے قبل اور پانچ بار قیام پاکستان کے بعد۔ اسی طرح دو مرتبہ ضلع بدر ہونے کی ''سعادت'' بھی آپ کے حصہ میں آئی۔ آپؒ کی انہی خدمات کی وجہ سے ڈیرہ کے عوام آپ کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ''شیرِ ڈیرہ'' اور ''فخرِ ڈیرہ'' کے خطابات سے نوازتے ہیں۔''

آپؒ کی وفات کی خبر روزنامہ جنگ کراچی نے ان الفاظ میں شائع کی:

''ڈیرہ اسماعیل خان (اے پی پی) معروف عالم دین، شیخ الحدیث مولانا علاؤ الدین ایک سو نو سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ مرحوم برصغیر کی عظیم دینی درس گاہ دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ وہ آخری دم تک طلبا کو صحیح بخاری کا درس دیتے تھے۔ وہ گزشتہ چند دنوں سے علیل تھے، گزشتہ رات طبیعت کی اچانک خرابی کے باعث انہیں ہسپتال لے جایا گیا، مگر وہ جانبر نہ رہ سکے اور رات کے آخری پہر پونے چار بجے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ مرحوم کے لواحقین میں ان کے فرزند مولانا ڈاکٹر وحید الدین سابق چیئرمین شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی، مولانا فاروق فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا قاضی افتخار فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ، مولانا مفتی حسین احمد عرفان اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی، مولانا مسعود الرؤف، مولانا قاری ضیاء الدین اور مولانا اشرف علی خطیب جامعہ نعمانیہ شامل ہیں۔'' (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۳ء)

آپؒ کی نماز جنازہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، جس میں علماء، طلباء، صلحاء، سیاسی قائدین، معززین علاقہ اور ملک بھر سے کثیر عوام نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد اُنہیں مقامی قبرستان ڈیرہ اسماعیل خان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، آپؒ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپؒ کے لواحقین، پسماندگان، عقیدت مند اور شاگردوں کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین۔

☆☆☆